Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume 3 No. 1. January – June 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

تجارتی اصول اور اخلاقیات :سیرت النبی(صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم) کی روشنی میں اختصاصی مطالعہ

The Commercial Principles and Ethics: A Specific Study in the Light of the Prophet's Siraah

Muhammad Safdar[1,], Muhammad Nadir[** 2]*

M.Phil Research Scholar, Scholar Faculty of Usuluddin, International Islamic University, Islamabad (IIUI)
PhD Research scholar, International Institute of Islamic Thought and Civilization (ISTAC), International Islamic University Malaysia, (IIUM)

KEYWORDS

Trade
Trader
Prophet
Sirat ul Nabai (PBUH)

ABSTRACT

Allah Almighty is not only the creator of man but also the Lord. Along with the creation of man, he also created the equipment to succeed in his problems, and he always guided humanity by sending his perfect and holy servants. There are thousands and millions of people who have lived their lives in such a way that they are the best example for those who come later, but among them, the good life of the prophets has become a good example and a beacon for all humanity. Because his character, or rather, his every moment, is spotless in every respect, and his skirt is adorned with good morals and brilliant character. Life and problems are inseparable. Due to the different status of a person, the nature of his problems changes, but it is not possible to be a human being and not have problems. Everyone has their own problems in the same cases; one case is related to trade and traders. Allah Almighty has also made trade a means to fulfill the economic needs of human beings. For this reason, trade and traders are very important sections of any society. If the trade is in compliance with Sharia principles and the traders are dutiful, trustworthy, and God-fearing, then society lives in an atmosphere of security and peace. If the affairs of trade are against the principles of Shariah and traders become dishonest, addicted to mixing, low-weight, and eager to collect money, then people will be crushed and society will be destroyed. Efforts will be made to ensure that the business professionals are aware of the Prophet's (PBUH) character, and while following it, they should also consider the disadvantaged sections where they can earn a lawful livelihood. Avoid illegal profiteering. It should be seen that our trade does not make us neglectful of worship and righteous deeds. If the above-mentioned matters are kept in mind, then trade becomes religion and not just a means of earning.

*Corresponding Author: Muhammad Safdar
Email Address: safdarhusain282@gmail.com

تجارتی اصول اور اخلاقیات :سیرت النبی ؐ کی روشنی میں اختصاصی مطالعہ

محمد صفدر، محمد نادر

تعارف:

اللہ تعالیٰ انسان کا صرف خالق ہی نہیں رب بھی ہے۔ اس نے انسان کی تخلیق فرمانےکے ساتھ ساتھ اس کے مسائل زیست میں کامیابی پانے کا سامان بھی پیدا فرمایااور اس نے ہمیشہ ہی اپنے کامل و مقدس بندوں کو بھیج کر انسانیت کی رہنمائی فرمائی یوں تو نوعِ انسانی کے بلند پایہ طبقوں میں تخلیق خداوندی کے شاہکار ہزاروں لاکھوں انسان نمایاں ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں ایسی بسر کیں کہ وہ بعد میں آنے والوں کے لئےبہترین نمونہ ہیں مگر ان میں انبیائے کرام کی سیرت طیبہ بطورِ خاص تمام انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ اور مشعل راہ ٹھہری ۔ کیونکہ ان کی سیرت بلکہ ان کا ہر ہر لمحہ ہر لحاظ سے بے داغ اور ان کا دامن حسن اخلاق و تابناک کردار سے آراستہ و پیراستہ ہے ۔

جب انسانیت فکری مراحل طے کرتی ہوئی اپنے نقطہ ارتقا کو پہنچی تو اُس گروہ انبیاء کے سرادر،افضل الخلق ، ہمارے پیارے آقا ومولیٰ ختم المرسلین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ؐ کو دکھی انسانیت کی مکمل ہدایت اور ابدی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ کی حیات مبارکہ کو قیامت تک آنے والی پوری انسانیت کیلئے اسوہ ٔ حسنہ قراردےدیا۔ جو نا صرف زندگی کے ہر ہر پہلو کا احاطہ کئے ہوئے ہے بلکہ وہ کامیاب زندگی کی ضامن بھی ہے ۔اس میں معاشرے کے ہر ہر فرد کے لئے بدرجہ اتم ہدایت و رہنمائی موجود ہے ۔جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجوا اللّٰہ واليوم الآخروذكر الله كثيرا[1]

یہ آیت کریمہ نبی اکرم ؐکے اقوال، افعال اور احوال کی اتباع کرنے میں بہت بڑی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔اس آیہ کریمہ میں ایک بات تو یہ واضح فرما ئی گئی کہ رسول کریم ؐکی حیات طیبہ پوری انسانیت کے لیے ایک حسین اور دلکش نمونہ ہے۔ پھر یہ واضح فرمادیا کہ جس طرح کسی چیز کے حسن کو سمجھنے کے لیے ایک صلاحیت درکار ہوتی ہے مثلاً خوبصورت پھولوں کو وہ شخص دیکھے گا جو بینا ہو ،جو چشم بینا سے محروم ہوگا وہ اس حسن کو دیکھ ہی نہیں پائے گا۔ ایسے ہی نبی کریم ؐکی حیات مبارکہ جو کہ آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن و واضح ہے لیکن آپ کا یہ حسن و دل ربائی صرف اسی کو نظر آئے گی جو نظر بینا رکھتا ہو،جس کی بنیاد ایمان باللہ کے بعد اطاعت و اتباع رسول ؐپر ہے۔ جو بندہ مسائل حیات کے حل و درستگی میں جتنا زیادہ سنجیدہ ہو گا اسے حضور ؐکی حیات مبارکہ میں اتنی زیادہ کشش ہوگی اور وہ ہر مسئلے کا حل بھی سرکار نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی تعلیمات سے پائے گا ۔ رسول اللہؐ کی اتباع کرنا، ہم پرلازم بھی ہے اور محبت کا تقاضا بھی۔ اور یہ بات بھی پوری طرح واضح رہنی چاہیے کہ یہ محبت اور تقاضا کسی ایک لمحے کے لئے نہیں زندگی ہر ہر لمحے کے لئے ہے۔

حضور اکرم ؐکی سیرت مقدسہ کا جاننا کوئی ایسی امر نہیں کہ جس کا تعلق صرف معلومات میں اضافے کے ساتھ ہو بلکہ سیرت النبی ؐکو جاننے سے جہاں انسانی افکار و خیالات یکسر تبدیل ہو جاتے ہیں وہاں انسانی زندگی اس نَہج پر ڈھل جاتی ہے جو انسان کو دارین کی سعادتوں کا امین بنا دیتی ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان کے تعلق کو نبی کریم ؐکے ساتھ مضبوط کر دے وہ مومن کے لیے دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے اور سیرت النبی ؐسے آگا ہی تو وہ سعادت ہے جو انسان کو ان راہوں پر چلادیتی ہے جو دنیا و اخرت میں فوز و فلاح کی راہیں ہیں۔

میرے مقالےکا عنوان چونکہ سیرت النبی ؐ کی روشنی میں امور تجارت اور تجارتی اخلاقیات کی اہمیت ہے تو یہ واضح کرتا چلوں کہ زندگی اور مسائل ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں۔ انسان کی حیثیت کے مختلف ہونے کے سبب اس کے مسائل کی نوعیت مختلف ہو جاتی ہے لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان ہو اور مسائل نہ ہوں ۔ ہر ایک کے اپنے اپنے مسائل ہوتے ہیں ۔مثلاًامیر کے اپنے

مسائل ہیں تو غریب کے اپنے ، بادشاہ کے علیحدہ تو رعایا کے علیحدہ، چھوٹوں کے اپنے ہیں اور بڑوں کے اپنے ۔ الغرض ہر انسان اور انسانوں کے ہر گروہ کے اپنے اپنے مسائل ہیں۔ یہ مسائل حقیقی بھی ہوتے ہیں اور خود ساختہ بھی ۔ ان کا سبب حالات بھی ہو سکتے ہیں اور مخصوص طرز فکر بھی۔ الغرض انسانیت انفرادی سطح سے لیکر اجتماعی سطح تک اور گھریلو زندگی سے لے

کر عالمی معاملات تک مسائل میں جکڑی ہوتی ہے۔ انہی معاملات میں ایک معاملہ تجارت اور تاجر وں سے متعلق ہے ۔تجارت اور تاجر کسی بھی معاشرے کا بہت اہم طبقہ ہوتے ہیں اگر تجارت شرعی اصولوں کی پاسداری کے ساتھ ہو اور تاجر فرض شناس، امانت دار اور خدا ترس ہوں تو معاشرہ سلامتی اور سکون کی فضا میں رہتا ہے۔ اگر امور تجارت شرعی اصولوں کے خلاف اور تاجر بددیانت، ملاوٹ کے عادی، کم تولنے والے اور پیسے جمع کرنے کے حریص ہو جائیں تو لوگ پِس جاتے ہیں اور معاشرے تباہ ہوجاتے ہیں ۔ اگر تاجر امانت داری سے تجارت کریں تو نہ صرف یہ کہ ان کے رزق حلال میں برکتیں اُمڈ آتی ہیں بلکہ ان کی تجارت ایک بہت بڑی عبادت بن جاتی ہے اور اگر یہ جلبِ زر کی ہوس میں قانون اور اخلاقیات کی حدود پامال کر دیں تو نہ صرف یہ کہ ان کے دلوں کا سکون غارت ہو جاتا ہےبلکہ گھروں سے برکتیں اٹھ جاتی ہیں اور مال وزر کی ہوس ان کی راتوں کی نیند چھین لیتا ہے ۔ ان کے ایسے رویے پورے معاشرے کو ایک کرب اور فساد میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ایک تاجر تجارت میں دیانتداری اور صدق وصفا کے راستے کیوں چھوڑ دیتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل وہ اپنے آپ کو چند مسائل میں گھرا ہوا محسوس کرتا ہے مثلاً وہ سمجھتا ہے کہ اس تجارت سے مجھے اتنے فوائد کیوں نہیں مل رہے جو ملنے چاہئیں۔فلاں تاجر اتنا کماتا ہے تو میں اس سے کم کیوں کماتا ہوں، وہ دوسرا کہاں سے کہاں پہنچ گیا اور میں ابھی تک ابتدا میں ہی پھنسا ہوا ہوں ۔ اس نوعیت کے دوسرے مسائل جب اسے درپیش ہوتے ہیں جنہیں حل کرنے کا طریقہ اسے بددیانتی ، ملاوٹ ، ذخیرہ اندوزی اور جھوٹی قسمیں کھانے میں سوجھتا ہے۔ مسابقت کا جذ بہ اپنی اصلیت کے اعتبار سے مذموم چیز نہیں ہے بلکہ یہ فطرت انسانی کا تقاضا اور خدائی انعامات سے ایک اہم انعام ہے لیکن یہ اس وقت مذموم ہو جاتا ہے جب دوسروں سے آگے بڑھنے کیلئے حق کی حدود کو پامال کردیا جائے۔ یہ مسائل حق ہیں لیکن ان کاحل قدرت نے ان باطل طریقوں میں نہیں رکھا۔ یہ ایک اچھی چیز کو پانے کیلئے برے راستے کا انتخاب کرنا ہے اور خدائی نظام کے تحت کسی بھی مقصد میں کامیابی پانے کاحل صرف وہ راستہ اپنانا ہے جو قدرت نے اس کیلئے متعین کیا ہے۔ ورنہ سوائے ناکامی اور حسرتوں کے کچھ نہیں ملتا۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تاجروں کے کچھ مسائل غلط سوچ سے جنم لیتے ہیں کچھ خود ساختہ ہوتے ہیں اور کچھ حقیقی ہوتے ہیں۔ ان کے مسائل جس بھی نوعیت کے ہوں ان کا حل ملاوٹ، کم تولنے، جھوٹی قسمیں کھانے اور بددیانتی میں نہیں ہے بلکہ خدائی ہدایات اپنانے اور خدائی رہنمائی اختیار کرنے میں ہے جس کی عملی صورت نبی کریم ؐکی تعلیمات اور آپ کی سیرت طیبہ کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ یہ با بھی قابل غور ہے کہ بیع کرنے والوں کا سب سے پہلے" تاجر"لقب سرکار علیہ السلام نے ہی رکھا ورنہ پہلے انھیں "سماسِرہ" کہا جاتا تھا [2] اور اس نئے نام کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔ اس مقالے میں مقصود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیاتِ طیبہ کو سمیٹنا نہیں بلکہ سیرت نبوی ؐکی روشنی میں تجارتی اخلاقیات اور تجارتی اصولوں کو بیان کرنا ہے۔ اس سلسلے میں چند بنیادی اور کلیدی نکات اس مقالہ میں بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی تا کہ تاجر پیشہ افراد حضور ؐ کی سیرت طیبہ سے باخبر رہتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جہاں حلال معاش کمائیں وہاں مفلوک الحال طبقہ کا بھی خیال کریں ۔ناجائز منافع خوری سے بھی بچیں اور حرام خور ی سے بھی اجتناب کریں ۔ساتھ ساتھ یہ بھی کو شش کی گئی کہ رسول اللہ ؐ

کی معاشی زندگی کو مختصراً بیان کردیا جائے تاکہ ایک تاجر اپنی تجارت میں نبی کریمؐ کی سنت پر عمل پیرا ہوکراپنی تجارت کا قبلہ بھی درست کریں اوردنیا و اخرت کی فوز و فلاح پاسکیں ۔

رسول اللہ ؐکی تجارت کا طریقۂ کار :

رسول اللہ ؐکو لین دین میں حد درجہ مہارت اور تجارتی اصولوں میں کمال درجہ کی بصیرت حاصل تھی۔ رسول اللہ ؐہر معاملہ سچائی اور امانت داری سے فرماتے اور ہر معاملے میں سچا وعدہ کرتے اور جو وعدہ کرتے اس کوضرور پورا فرماتے۔ آپ کے تجارتی دوست عبد اللہ بن ابو الحمساء بیان کرتے ہیں :"میں نے بعثت سے پہلے ایک بار نبی کریم ؐسے ایک معاملہ کیا میرے ذمے کچھ دینا باقی تھا میں نے عرض کیا کہ میں ابھی لے کر آتا ہوں اتفاق سے گھر جانے کے بعد اپنا وعدہ بھول گیا، تین روز بعد یاد آیا کہ میں آپ ؐسے واپسی کا وعدہ کرکے آیا تھا، یاد آتے ہی فورا آپ ؐکے مکان پر پہنچا معلوم ہوا کہ دو روز گزرگئے، آج تیسرا دن ہے وہ مکان پر نہیں آئے، گھر والے خود پریشان ہیں، میں یہاں سے روانہ ہوا اور جہاں جہاں خیال تھا، سب جگہ آپ ؐکو تلاش کیا لیکن آپ کہیں نہیں ملے تو احتیاطا وعدہ کی جگہ پر پہنچا میری حیرت کی انتہا نہ رہی ۔جب دیکھا کہ آپ اُسی مقام پر موجود ہیں اور میرا انتظار فرمارہے ہیں اور زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ مسلسل تین دن انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد بھی جب میں نے معذرت کی تو آپ نہ ناراض ہوئےاور نہ ہی تلخ کلامی فرمائی"صرف اتنا کہہ کر خاموش ہوگئے اور وہ بھی دھیمی آواز میں:

"يَا فَتٰى! لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُکَ"

" ارے بھائی! تونے مجھے زحمت دی میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کررہاہوں"۔[3]

آپ ؐہر کام میں اپنا معاملہ ہمیشہ صاف رکھتے تھے بالخصوص تجارت میں ۔ حضرت عبد اللہ بن سائب فرماتے ہیں کہ" میں زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ ؐکا شریکِ تجارت تھا، جب مدینہ منورہ حاضرہوا تو آپ ؐنے فرمایا کہ مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں"

كُنْتُ شَرِيْكِيْ فَنِعْمَ الشَّرِيْكُ لاَتُدَارِيْ وَلاَ تُمَارِيْ[4]

"آ پ تو میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھے شریک، نہ کسی بات کو ٹالتے تھے اور نہ کسی بات پر جھگڑتے تھے"۔

اس کی ایک اور نظیر یہ بھی ہے کہ حضرت قیس بن سائب مخزومی فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شریک تجارت تھے:

"وَكَانَ خَيْرَ شَرِيْكٍ لَايُمَارِيْ وَلَايُسَارِيْ"[5]

مفہوم:آپ بہترین شریکِ تجارت تھے، نہ جھگڑتے تھے اور نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔

عمل تجارت اور امین کا خطاب:

اہل عرب خصوصا قریش یعنی بنو اسمٰعیل ظہورِ اسلام سے ہزاروں برس پہلے سے تجارت پیشہ تھے ۔ آپ ؐکے جد اعلیٰ حضرت ہاشم نے قبائل عرب سے تجارتی معاہدے کر کے اس خاندانی طریقۂ اکتساب کو اور زیادہ مستحکم و منظم کر دیا تھا ۔یہی وجہ ہے کہ جب آپ ؐ معاش کی طرف متوجہ ہوئے تو تجارت سے بہتر کوئی پیشہ نظر نہ آیا۔داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ لوگوں کا بیان ہے کہ سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شان سے جوان ہوئے کہ آپ اپنی قوم میں سب کے زیادہ بامروت اور سب سے زیادہ خلیق تھے۔ بہت زیادہ ہمسایوں کے خبر گیر اور سب سے زیادہ علم والے ، بردبار اور سب سے زیادہ سچے و امانت دار ، خصومت ودشنام و فحش اورہر بری بات سےبہت زیادہ دور تھے ۔اسی وجہ سے آپ کی قوم نے آپ کو "امین" کا لقب دے رکھا تھا۔[6]

تجارتی اسفار میں رسول اللہ ؐکے خصائلِ حمیدہ:

نبی اکرم ؐاپنی عمر مبارک کے پچیسویں سال تک تجارتی اسفار میں اپنے اخلاقِ کریمانہ، حسنِ معاملہ، راست بازی، صدق ودیانت کی وجہ سے اتنے زیادہ مشہور ہو چکے تھے کہ خلقِ خدا میں آپ ''صادق وامین ''کے لقب سے مشہور تھے۔آپ ؐ کے پاس لوگ کھلے اعتماد کے ساتھ اور بے دھڑک اپنی امانتیں رکھواتے تھے۔ آپ کی راست بازی اور حسنِ کردار کا سکہ ہر فردِ بشر کے دل پر بیٹھ گیا اور مکہ کے بڑے بڑے تاجر اور مال دار آپ کے ساتھ شریک تجارت ہونے کی خواہش کرنے لگے ۔آپ ؐکچھ دنوں تک سائب بن قیس مخزومی کے سرمایہ سے تجارت کرتے رہے۔ آپ کی امانت ودیانت تجارت میں بھی ضرب المثل تھی ۔آپ کی انہیں صفات سے متاثر ہو کر مکہ کی ایک متمول بیوہ خاتون حضرت خدیجہ نے آپ کو شریک کا روبار کر لیا اور آپ ان کا تجارتی سامان لے کر شام کی طرف گئے۔ رسول کریم ؐنے خودبھی تجارت فرمائی۔

آپ ایک تجارتی سفر میں جناب ابو طالب کے ساتھ شام بھی تشریف لے گئے ۔ آپ نے مختلف دیگر تجارتی قافلوں کے ساتھ بھی تجارت کی غرض سے سفر کیا۔ آپ تجارت کے سلسلہ میں شام، یمن، اردن اور بحرین بھی تشریف لے گئے ۔ آپ نے اپنی امانت ودیانت ، صاف گوئی و باعتمادی اور تجارتی اصولوں کے فہم کامل کے سبب دو گنا نفع کمایا۔ ان واقعات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے جہاں حجاز مقدس سے باہر تجارت میں کی غرض سے اسفار فرمائے وہاں آپ نے مکہ مکرمہ میں بھی تجارت فرمائی ۔ آپ نے صرف تجارت ہی نہیں فرمائی بلکہ آپ نے گلہ بانی کے پیشے کو بھی شرف بخشا اور دیگر کام بھی کئے ۔

اعلان نبوت کے بعد رسول اللہ ؐکا ذریعہ معاش :

منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد آپ کے امور تجارت میں کمی واقع ہوئی لیکن یہ سلسلہ کلی طور پر بند نہیں ہوا ۔دنیا و مافیہا کے ماوی و ملجا ،

وجہ تخلیق کائنات و یتیموں اور بیواؤں کے سہارا ہمارے پیارے آقا ؐکے لئے کیسے ممکن تھا کہ آپ دوسروں کو ہاتھ سے کما کر کھانے کی تلقین کریں اورخود دوسروں کے اموال پر انحصار کریں بایں طور کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو تحائف و ہدایا اور نذرانے آپ کو پیش کرتے آپ ان پر بھروسہ کرتے اور صرف انہی پر توکل فرماتےہوئےعملاً کسی کام میں شرکت نہ فرمائیں ۔ البتہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام ا نصار کے یہ پُرخلوص ہدیےتو محض ان غلاموں و عقیدت مندوں کی تالیف قلب اور عزت افزائی کے لئےقبول فرماتے۔

مال غنیمت:

نبی کریم ؐغزوات میں نہ صرف شریک ہوتے بلکہ امیر لشکر بھی ہوتے تھے۔ اس لئے مال غنیمت کا جو حصہ مجاہدوں اور غازیوں میں تقسیم کیا جاتا تھااس میں سے خمس حضور ؐکے لئے خاص تھا۔ یوں مال غنیمت سے ملنے والا حصہ بھی نبی کریمؐکی معاش کا ایک ذریعہ تھا ۔ کیونکہ بعض غزوات میں کثیر مال غنیمت مسلمانوں کو ملامثلاً صرف مقام ہوازن سے جو مال غنیمت حاصل ہوا اس میں بقول امام واقدی چھ ہزار غلام و باندیاں، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔[7]

صحابہ کرام کا باغات وقف کرنا:

اللہ تعالیٰ نے جب ہم جیسی اپنی ادنیٰ مخلوق کے رزق کا ذمہ خود اٹھایا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے مقربین کو بے یار و مددگار چھوڑ دے۔ وہ اپنے مقربین کی ہر طرح سے کفالت اور مدد و نصرت بھی فرماتا ہے۔ مخیریق نامی یہودی بنو نضیر میں ایک معتبر عالم تھا۔ اس کے پاس سات باغات تھے۔ وہ غزوہ احد کے دن حضورؐپر ایمان لائے اورصحابہ کرام کے ساتھ

غزوہ میں شریک ہوئے ۔انہوں نے وصیت کی کہ اگر میں شہید ہوجاؤں تو میرے ساتوں باغات رسول اللہ ؐکے ہوں گے۔ چنانچہ وہ شہید ہوگئے تو ان کے سارے باغات حسب وصیت حضور ؐکی ملکیت میں آگئے۔ یہ وہ مرحلہ تھا کہ جب غزوہ احد، جس میں بظاہر مسلمانوں کو مکمل فتح حاصل نا ہوسکی اور مسلمانوں کو کوئی مال غنیمت نہیں ملا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰہَ يَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًاO وَّ يَرْزُقْہُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[8]

"اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (دنیا و آخرت کے رنج و غم سے) نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رِزق عطا فرماتا ہے ۔ جس کا وہ گمان بھی نہیں کرسکتا"۔کے وعدہ کی ایک جھلک دکھاتے ہوئے اس موقعہ پر اپنے محبوب ؐکوایک ایسی جگہ سے رزق پہنچایا کہ جس کا معنی و مفہوم اس آیت سے ظاہر و باہر ہے ۔ [9]

بادشاہوں اور وفود کے ہدایا:

نبی کریم علیہ السلام کی معاش کا ایک ذریعہ صحابہ کے ہدایا کے علاوہ مختلف ممالک کے بادشاہوں کے تحائف اور ہدیے بھی تھے۔ جن کو آپ ؐان کی عزت افزائی اور تالیف قلب کے لئے قبول فرمالیتے تھے۔ ایک مرتبہ مقوقس (شاہ مصر) نے دو لونڈیاں، ایک جوڑا کپڑے اور ایک سفید خوبصورت خچر (جس کا نام دُلدُل) بطور تحفہ بھیجا ۔ عامل قیصرفروہ بن عمر جذامی نے ایک عمدہ خچر، گھوڑے، کپڑے اور سندس کی قبا بھیجی۔اسی طرح شاہان مملکت کے علاوہ مختلف وفود جو تحائف و ہدایا لاتے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔

یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ دولت مند آپ کے پاس اپنی دولت لیکر آتے لیکن آپ ؐ اسے جمع فرمانا بلکہ اسے پاس رکھنا گوارا نہ فرماتےبلکہ آپؐنے اپنی سارا مال خلق خدا کی حاجت روائی اور خدمتِ دین کے لیے وقف کردیا۔نبی کریم ؐ کی سیرت طیبہ اور معاشی زندگی پر مختصراً کلام کرنے کے بعد اب ان چند اخلاقی پہلوؤں کو ذکر کرنا مناسب ہوگا جن کی تعلیم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بہترین معاشرے کی تکمیل کے لئے دی اور صحابہ کرام کے واسطےسے وہ اصول وضوابط ہم تک پہنچے۔

1۔تجارت کا عبادت بننا:

تجارت کے متعلق ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ تجارت دنیا داری ہے جس کا دین اور عبادت سے کوئی تعلق نہیں یاتجارت بھی کسی صورت میں عبادت بن جاتی ہے؟ اور یہ وہ بنیادی سوال ہے جس کے اثرات پوری تجارتی سوچ پر پڑتے ہیں جو بندہ یہ سمجھتا ہے کہ نماز تو عبادت ہے لیکن تجارت کا دین یا عبادت سے کوئی تعلق نہیں وہ پھر نماز تو ہدایات ربانی کے مطابق پڑھتا ہے لیکن تجارت اپنی سوچ کے مطابق کرتا ہے ۔ جو بندہ یہ نظریہ رکھے گا کہ نماز میرا دین ہے لیکن تجارت میرا کاروبار ہے، وہ پھر کاروبار میں حلال وحرام اور جائز و نا جائز کا کوئی فرق نہیں کرے گا۔ یوں اس کی تجارت ہر لحاظ سے صرف اپنے مفاد تک محدود ہو جائے گی۔ وہ ملاوٹ کرنے ، کم تولنے اور دھوکا دہی کرنے سے احتراز نہیں کرے گا کیونکہ اس کے نزدیک یہ اس کا کاروبار ہے جسے وہ اپنی مرضی اور اپنے مفاد کے مطابق کرنے کا پور احق رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں جو بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں تجارت بھی ہدایات ربانی کے مطابق کروں تو میری تجارت بھی عبادت بن جائے گی پھر وہ تجارت میں اپنے آپ کو آزاد نہیں سمجھے گا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے اس کا بھی وفا دار ہے گا اور مخلوق کی سہولت کو بھی مدنظر رکھے گا۔ اس معاملہ میں سیرت نبوی ؐکا پیغام یہ ہے کہ تجارت ایک معزز پیشہ ہے اور کچھ شرائط کی پابندی اسے بہت بڑی عبادت بنا دیتی ہے۔سیرت نبوی ؐکے اس پہلو سے یہ صاف واضح ہو رہا ہے کہ تجارت ایک مقدس شعبہ ہے۔ یہ حضور اکرم ؐ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے ۔

2۔تجارت میں امانتداری کو لازم پکڑنا:

امانت داری ایک ایسا پہلو ہے کہ جب یہ وصف کسی تاجر میں پا یا جاتا ہے تو اس کا تجارتی میدان میں سکہ چلتا ہے۔ وہ اپنی Good Wellکی بنیاد پر معاشرے اور بالخصوص تجارتی میدان میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے ۔ رسول کریم ؐنے تجارت میں بھی ہمیشہ امانت و دیانت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا ۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سوچ سنت نبوی سے انحراف کی ہے کہ بندہ یہ کہے کہ اگر میں نے تجارت میں امانت داری کی راہ اپنائی تو مجھے بہت نقصان اٹھانا پڑے گا۔ سیرت طیبہ اس منفی سوچ کی تردید کرتی ہے۔ رسول کریم ؐتجارت میں جس طرح امانت و دیانت کو ملحوظ رکھتے تھے اس کی گواہی تو وہ لوگ بڑے فخر سے دیتے ہیں جو آپ کے اعلان نبوت سے قبل آپ کے شریک تجارت تھے۔

3۔تاجر کا تجارت میں اصول کا پابند ہونا :

تاجروں کو در پیش مسائل میں ایک بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ کیا تجارت کرنے میں آزاد ہوتے ہیں کہ وہ جیسے چاہیں تجارت کریں اور جس طرح چاہیں نفع کمائیں، ان پر کوئی قانونی یا اخلاقی پابندی نہیں ہے یا انہیں تجارت میں بھی خدائی ہدایات کی پیروی کرنی ہوگی۔ اس تناظر میں سیرت نبوی ؐسے واضح ہے کہ کوئی بھی تاجر اپنی من مانی کرتے ہوئے تجارت کرنے میں آزاد نہیں ہوتااور نہ اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو چاہے تجارت کرے اور نہ ہی یہ حق حاصل ہے کہ جیسے چاہے تجارت کرے(یعنی نہ تو اسلام کے اصولوں کے خلاف جائے اور نہ ہی حرام کردہ اشیاء کی تجارت کرے)۔ بلکہ اسے ہر قدم پر ان ہدایات قرآنی کی پیروی لازم ہے جس کی تفصیلات رسول کریم ؐکی تعلیمات اور آپ کی سیرت طیبہ میں بتلائی اور واضح کی گئی ہیں ۔

4۔سودی تجارت کی ممانعت:

قرآن پاک میں جہاں سود کی حرمت پر آیات نازل ہوئیں وہاں اس سودی لین دین کے معاشرتی نقصانات کی مکمل وضاحت نبی اکرم ؐ کی احادیث میں بھی ملتی ہے ۔سودی معاملات کرنے والوں کے للہیت کی بجائے خود غرضی ،سخاوت کی جگہ قساوت قلبی ، ایثار کی جگہ طمع و حرص اوروفاداری کی جگہ بے وفائی جنم لیتی ہے۔ رسول کریم ؐنے یہ بھی حکم فرمایا کہ ہر ایسا کاروبار حرام ہو گا جس میں سود پایا جائے۔ اگر کوئی بندہ ارکان اربع کا پابند ہے لیکن اس کا کاروبارلوگوں کوسود پر پیسے دینا ہے تو وہ حقیقت دین سے محروم ہے ۔ حرام کھا کر خود بھی دوزخ کا ایندھن بن رہا ہے ، اپنے بچوں کو حرام کھلا کے دوزخ کا ایندھن بنا رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سودی کاروبار کو حرام قرار دیا ہے اور رسول اللہ ؐنے ایسا کاروبار کرنے والے شخص پر لعنت فرمائی ہے حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں:

لعن رسول اللہ ؐ اكل الربا وموكله و كاتبه و شاهديه و قال و هم سواء[10]

" رسول اللہ ؐنے سود کھانے والے پر اسے کھلانے والے پر اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر لعنت
فرمائی ہے اور آپ نے فرمایا کہ وہ سب برابر کے گناہ گار ہیں "۔

رسول کریم ؐ کی تعلیمات اور آپ کی سیرت طیبہ کے ان پہلوؤں سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی تاجر کیلئے ہر کاروبار کرنا جائز نہیں ہوتا بلکہ مسلمان کا روبار میں بھی احکامات الٰہیہ کا ایسے ہی پابند ہے جیسے نماز کی رکعتوں میں پابند ہے ورنہ اس کا کاروبار حلال نہیں رہے گا۔ واضح رہے کہ نقد چیز کم قیمت پر بیچنا اور قسطوں پر اسی چیز کو اس سے مہنگا بیچنا جائز ہے یہ سود نہیں ہے ۔ امام ترمذی حدیث نهی رسول الله عن بيعتين في بيعة کے تحت فرماتے ہیں:

وقد فسر بعض أهل العلم قالو ابيعتين فى بيعة ان يقول ابيعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين ولا يفارقه على أحد البيعين فان فارق على احد منها فلا باس اذا كانت العقد على واحد منهما۔ [11]

بعض اہل علم نے اس حدیث کی شرح میں کہا ہے کہ ایک بیع میں دو بیع سے مراد یہ ہے کہ بیچنے والا خریدنے والے سے کہے کہ میں تمہیں یہ کپڑا نقد دس درہم میں اور ادھاربیس درہم میں بیچتا ہوں اور پھر کسی ایک رقم پر اتفاق کیے بغیر الگ ہو گئے تو یہ بیع جائز نہیں ہوگی لیکن اگر وہ ان دونوں میں سے کسی ایک بیع پر اتفاق کرنے کے بعد جدا ہوئے تو یہ بیع جائز ہوگی کیونکہ معاملہ ایک بیع پر طے ہو گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر ایک معاملہ طے ہو جائے تو قسطوں پر چیز نقد کی نسبت مہنگی بیچنا جائز ہے۔ ائمہ ار بعہ اور جمہور کا یہی موقف ہے۔

ایک تاجر کے لئے ضروری ہے کہ وہ جو چیز کمائے تو اسے حلال و حرام کی تمیز رکھنی چاہئے ۔کیوں کہ حرام کھانے سے دل مردہ ہوتا ہے ۔ امور صالحہ کی انجام دہی سے دل اچاٹ ہوجاتاہے حتی کہ عبادات بھی قبول نہیں ہوتیں اور دل پر مہر لگ جاتی ہے ۔ ایک حدیث پاک میں آتاہے:

عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ليأتين على الناس زمان، لا يبالي المرء بما أخذ المال، أمن حلال أم من حرام[12]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایساآئے گا وہ اس میں فکر مند نہ ہوں گے کہ وہ جو مال کمارہے ہیں وہ حلال ہے یا حرام ۔"

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ کا مقرب ہو اور اس کا حشر بھی مقربین جیسا ہو تو اس کو اپنے ہر تجارتی فعل کی انجام دہی میں اطاعت خداوندی و اطاعت رسول کو مقدم رکھنا چاہیے۔

5۔تجارت میں برکت کیسے ممکن ہے:

ایک کامیاب تاجر کے لیے امانت، سچائی ، وعدے کی پابندی اور خوش اخلاقی تجارت کی جان ہیں۔جو بھی تاجر بددیانتی ، ملاوٹ اور دھوکا دہی سے تجارت کر رہا ہوتا ہے دراصل وہ اپنے خیال میں اپنی روزی بڑھانے کے لیے ایسا کر رہا ہوتا ہےتو سوال یہ ہے کہ انسان کی روزی میں برکت جھوٹ بولنے اور بددیانتی سے آتی ہے یا سچ بولنے اور امانتداری سے۔اس تناظر میں سیرت نبوی ؐ سے یہ بات واضح ہے کہ روزی میں برکت بددیانتی سے نہیں آتی امانتداری سے آتی ہے واضح رہے کہ رزق کی برکت سے مراد صرف اعداد و شمار کی زیادتی نہیں۔ اگر پیسہ بہت زیادہ ہو جائے لیکن وہی پیسہ انسان کیلئے وبال جان بن جائے یا وہی پیسہ احباب سے دوری ،مخلوق خدا پہ ظلم اور اخلاق کے بگاڑ کا سبب بن جائے، انسان کا سکون چھن جائے اور اضطراب و کرب میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پیسہ بظاہر جتنا بھی زیادہ ہے برکت سے مخالی ہے لیکن اگر بظاہر پیسہ کم بھی ہو لیکن اس سے انسان کے وقار میں اضافہ ہو وہ اس کے لیے امن وسکون اور خدمت خلق کا ذریعہ بن جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس روزی میں برکت ڈال دی گئی ہے ۔ تجارت کرنا کتنا بابرکت عمل ہے اس کی اہمیت حضرت ابن عباس کی اس روایت سے واضح ہے کہ

" رسول اللہ ؐنے فرمایا رزق کے بیس دروازے ہیں اس میں سے انیس تجارت کے لئے اور ایک صنعت (کاریگری) کا ہے "۔

اس وجہ سے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ تجارت کو اپنائے اور اس میں مہارت حاصل کرے ۔ ایک تاجر کو چاہیے کہ وہ اپنے قول میں سچا ہونے کے باوجود بھی قسم ہرگز نہ کھائے، اس

لیے کہ نبی کریم ؐنے خریدوفروخت میں قسم کھانے سے روکا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :
(سامان بیچتے وقت دکاندار کے) قسم کھانے سے سامان تو جلدی بک جاتا ہے لیکن وہ قسم برکت کو مٹا دینے والی ہوتی ہے۔ [13]

ایک تاجر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنا ظاہر و باطن ایک جیسا رکھے تاکہ لوگ اس سے نفع حاصل کریں اور اس کے شر سے محفوظ رہیں ۔نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ، فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ، إِنَّ الشَّيْطَانَ، وَالإِثْمَ يَحْضُرَانِ البَيْعَ، فَشُوبُوا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ

" قیس بن ابی غزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں سماسرہ کہا جاتا تھا ا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کا گروہ، شیطان اور گناہ بیع میں شریک ہوتے ہیں، لہٰذا اپنی بیوع کو صدقات کے ساتھ ملا دو اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن اور صحیح حدیث کہا ہے " ۔ [14]

6۔سچےتاجر کی فضیلت اور جھوٹے تاجر کی مذمت:

سچائی اور حقیقت بیانی تاجر کی لازمی صفات میں سے ہیں جن کے ذریعے وہ برکت اور رزق کثیر کا مستحق بن جاتا ہے۔ اگر تاجر تجارت کرتے ہوئے خدا ترسی اختیار کرے، نیکی کی راہ نہ چھوڑے اور سچائی کو لازم پکڑے تو ایسی تجارت کے سبب وہ قیامت کے دن نیکو کاروں میں اٹھے گا۔ سرکار ددو عالم ؐنے فرمایا:

التاجر الصدوق الامین مع النبین والصدیقین والشھداء[15]

مفہوم: سچا اور امانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاء کرام ، صدیقین اور شہدا کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں " سامان بیچنے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنے سامان سے متعلق ہر قسم کے ظاہر اور پوشیدہ نقائص کو ظاہرکریں اگر اس نے اسے چھپایا تو وہ ظالم اور ملاوٹ کرنے والا بن جاتا ہے اور (حدیث کی روشنی میں) ملاوٹ کرنا حرام ہے ۔"

حضرت انس سے مروی ہے کہ" نبی کریم ؐنے سچےتاجر کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سچا تاجر عرش کے سائے میں ہوگا۔"[16]

حضرت ابو ہریرہ ؓسے روایت ہے " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"مَنْ طَلَبَ الدنیا حَلالاً وَاستعفافاً عنِ المسئلۃِ، وَسعیاً علی عیالِہ، وتعطّفاً علی جارِہ لَقِیَ اللّٰہَ، وَوَجْہُہ کالقمرِ لیلۃَ البدرِ"[17]

" جس شخص نے دنیا(مال) کو حلال طریقے سے کمایا، سوال سے بچنے کے لئے(یعنی تاکہ تنگ دستی کی وجہ سے لوگوں سے سوال کرنا نہ پڑے)، اپنے اہل وعیال کی پرورش وکفالت کے لئے اور اپنے پڑوسی پر احسان کرنے کے لئے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا"۔

اور برے تاجر کی مذمت میں ایک حدیث اس طرح ہے، "نبی کریم ؐنے ارشاد فرمایا

"ثلاثۃٌ لاَیُکلّمُھمُ اللّٰہُ یومَ القیامۃِ، ولاَیُزَکِّیْھِمْ، وَلَھُمْ عذابٌ ألیمٌ، المنّانُ، والْمُسْبِلُ، والمنفقُ سِلعتَہ بالحلفِ الکاذبِ۔" [18]

ترجمہ: " تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا، گناہ سے ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔(١) احسان جتلانے والا (٢)ٹخنے سے

نیچے لنگی یا پائجامہ یا جبہ پہننے والا (۳)اور جھوٹی قسم کے ذریعہ اپنی تجارت کو فروغ دینے والا۔"

ایک تاجر کے اخروی مقام کو واضح فرمایا کہ اگر تاجر تجارت میں خدا ترسی چھوڑ دے تو وہ قیامت کے دن فاجروں میں اٹھے گا۔ ایک مرتبہ رسول کریم ؐعید گاہ کی طرف نکلے۔ آپ نے لوگوں کو تجارت میں مشغول پایا۔ آپ نے فرمایا:

اے گروہ تُجّار! میری بات غور سے سنو۔ آپ کی آواز سن کر تاجروں نے اپنی گردنیں بلند کیں اور آپ کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا:

ان التجار یبعثون یوم القیامة فجارا الامن اتقی و برو صدق [19]

مفہوم:بے شک قیامت کے دن تاجر فاجروں میں اٹھائے جائیں گے سوائے اس کے جس نے تقویٰ اختیار کیا، نیکی کی اور سچ بولا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ؐکو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

الحلف منفقة للسلعة و ممحقة للبركة [20]

"قسم مال کو فروخت کرادیتی ہے مگر برکت کو ختم کر دیتی ہے۔"

جب انسان مال کو فروخت کرنے کے لئے قسم کھاتا ہے تو اس کا مال تو جلد فروخت ہو جاتا ہے لیکن جو اس کے اندر برکتہونی تھی وہ ختم ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے رزق کے اندر بے برکتی ہونا شروع ہوجاتی ہے ۔ان مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ تجارت میں ایک تاجر کو دوران تجارت کن کن امور کی پابندی کرنی چاہیے ۔ اگر چہ وہ اپنے قول و قرار میں سچا ہے چاہے اسے قسم کھانے سے دوگنا منافع مل سکتا تھا ۔ لیکن قسم سے اجتناب کی صورت میں سرکا ر علیہ السلام کے ا س فرمان پر عمل کرنے سے اس کے رزق میں برکت رکھ دی جائے گی جو کہ نا صرف اس کے کاروبار کی پاکیزگی کا موجب ہوگی بلکہ رزق کی بڑھوتری کا سبب ہوگی ۔ایسے امور کو ترک کردینا چاہیے جو اس کے کاروبارمیں خسارے و نقصان کا باعث ہوں اور ایسے افعال کو ترک کردینا چاہیے جو آخرت میں اس کے عذاب کا باعث بنیں ۔

7۔ذخیرہ اندوزی کرنا:

اسی طرح نبی کریم ؐنے ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا۔ سابقہ زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ تاجر اپنا سامان تجارت مہنگے داموں بیچنے کے لئے مارکیٹ سے عارضی طور پر مال فراہمی روک لیتے تھے جس کا نقصان یہ ہوتا کہ وہ اشیاء جو مارکیٹ میں پہلے سستے داموں خریدار کو مل جاتی تھیں اور آسانی سے ان کو خرید لیتا تھا ، جب تاجر ذخیرہ اندوزی کرتے تو وہ اشیاء عام خریدار کی پہنچ سے دور ہوجاتی تھیں یہ معاملہ رکا نہیں بلکہ آج بھی جاری و ساری ہے کہ بڑے تاجر بہت زیادہ مال خرید کر ذخیرہ کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے منڈی میں مال کی کمی واقع ہوتی ہے اور اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ پھر حسب موقع یہ تاجر اس ذخیرہ کیے ہوئے مال کو مہنگے داموں بیچتے ہیں۔ فقہاء نے اس کی درجہ بندی کی ہے کہ اگر کسی چیز کے ذخیرہ کرنے سے مارکیٹ میں عام لوگوں کو نقصان ہوتا ہو کہ لوگوں کو مال ہی میسر نہیں آتا یا عام بھاؤ سے زیادہ قیمت میں خریدنا پڑتا ہے تو ایسا ذخیرہ کرنا حرام ہے۔

8۔جھوٹی بولی دینا:

ایک حدیث پاک میں "لا تناجشوا" کہ بیع نجش نہ کرو۔

بیع نجش یہ ہے کہ خریدنے کے ارادے کے بغیر صرف مال کی قیمت بڑھانے کے لیے بولی دینا۔ مثلاً کوئی چیز بیچی جا رہی ہے جس کے لیے تاجر اپنی اپنی بولی دے رہے ہیں، ان میں

سے ایک آدمی جس کا بظاہر لین دین سے کوئی تعلق نا ہو وہ کوئی خریدنا تو نہیں چاہتا لیکن صرف بھاؤ میں گڑبڑ کرنے کے لیے (تاجر کے کہنے پر ،خریدار لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اورکمیشن لینے کی خاطر)بولی دے رہا ہے تو اس قسم سے سرکار علیہ السلام نے منع فرمایا اور اسے حرام اور جھوٹ قرار دیا۔

9۔تجارت میں دھوکا دہی :

موجودہ دور میں ملمع سازی اپنے جوبن پر ہے۔ جھوٹ کو سچ اور غلط کو صحیح بنا کر اس مہارت سے پیش کیا جاتا ہے کہ نگاہیں حیران اور عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ رسول کریم ؐنے ایسی تجارت سے منع فرمایا جس میں کسی قسم کا دھوکا پایا جائے۔ آپ تاجروں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے اور انہیں دھوکہ دہی سے دور رہنے کی تلقین کرتے تھے، کیونکہ اس کی سزا ہلاکت اور عذاب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ □سے روایت ہے کہ رسول کریم ؐنے فرمایا:

لا تلقوا الركبان للبيع ولا يبع بعضكم على بيع بعض ولا تنا جشوا ولا يبع حاضرة لباد ولا تصروا الابل والغنم[21]

"مال خریدنے کے لیے قافلے والوں کو آگے جا کر نہ ملو تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے ، شہری دیہاتی کیلئے خرید وفروخت نہ کرے اور اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کرو"۔

رسول کریم ؐنے اس حدیث مبارکہ میں تجارت کی ان متعدد قسموں سے منع فرما دیا جن میں دھوکا پایا جاتا تھا۔ سب سے پہلے آپ نے منڈی میں آنے والے قافلوں کو منڈی پہنچنے سے پہلے آگے جا کر ملنے سے، ان سے چیزیں خریدنے سے منع فرمایا۔ اس کا پس منظر اور وجہ یہ تھی کہ جب دیہاتوں سے آنے والے سادہ کسان لوگ مال بیچنے کیلئے شہروں میں آتے تو کچھ تاجر انہیں باہر جا کر ملتے اور انہیں ایسا تاثر دیتے کہ بازار میں اس چیز کی قیمت بہت مندی ہے جس کو تم لے کر آئے ہو، چونکہ آپ کے ہمارے ساتھ بہت پرانے تعلقات ہیں آپ کے فائدے کی خاطر (دکھا وا کرتے ہوئے کہ ہم آپ سے چیزیں مناسب داموں پر خرید رہے ہیں ۔ ہم آپ کا نقصان نہیں ہونے دیں گے)ان سے چیزیں سستے داموں خرید لیتے آپؐ نے اس سے منع فرما دیا۔ آپ کا اس سے مقصود یہ تھا کہ یہ لوگ خود شہر میں آئیں حالات دیکھ کر فیصلہ کریں اور کسی بھی قسم کا دھوکا نہ کھائیں۔اسی طرح کسی مجبور کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے رسول کریم ؐنے واضح فرمایا کہ ایسی تجارت جائز نہیں ہوگی۔جس میں کسی مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا گیا ہو۔ حضرت علی □فرماتے ہیں:

"نهى رسول الله و عن بيع المضطر و عن بيع الضرر وعن بيع الشر قبل ان تدرك"[22]

" رسول کریم ؐنے مجبوری کی تجارت اور دھو کے کی تجارت سے منع فرمایا اور آپ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ پھلوں کو ان کی پختگی سے قبل بیچا جائے۔"

10۔چندممنوع بیوعات:

آپ ؐنے عقد پر عقد کرنے سے منع فرمایا کہ جب ایک سودا طے ہو گیا تو کسی دوسرے مال بیچنے والے سے مل کر اس عقد بیع کو توڑنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اس میں خریدنے والے کو دھوکا ہوگا ۔

پھر آپ ؐنے **بیع نجش** سے منع فرمایا کہ صرف قیمت بڑھانے کیلئے بولی نہ دو یعنی بولی وہی دے جو خریدنا چاہتا ہے صرف قیمت بڑھانے کیلئے بولی دینے والا خریدار کے ساتھ دھوکا کرتا ہے۔

بیع المصراۃ پھر آپ نے فرمایا کہ اونٹنی یا بکری وغیرہ کو بیچنے سے پہلے ان کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کرو تا کہ خریدار دھوکا نہ کھائے بلکہ ان کا دودھ عمومی انداز میں دوہتے رہو تا کہ خریدار پر اصل صورت حال واضح ہو جائے۔ اسی طرح شہری کو دیہاتی کیلئے بیع کرنے سے

منع کر دیا کیونکہ لوگ ایک ابہام رکھ کے اس سے فائدہ اٹھاتے تھے تو یہاں بھی دھوکا پایا جائے گا جو بیع جائز نہیں ہوگی۔ ایسے ہی دھوکے کی بنیاد پر آپ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے بھی منع فرما دیا۔

حضرت ابوہریرہ ؓسے مروی ہے کہ:

ان رسول اللہ ا نهى عن بيع الملامسة والمنابذة[23]

رسول اللہ ؐنے بیع ملا مسہ اور بیج منابذہ سے منع فرمادیا ہے۔

بیع ملامسہ سے مراد ایسی بیع ہے جو صرف چھونے سے لازم ہو جاتی ہے مثلا کپڑے کو چھولیا تو بیع لازم ہوگئی ،اس میں خریدار چیز کو دیکھتا نہیں اور بیچنے والا اس چیز کو دکھاتا نہیں اس لیے اس میں نہ دیکھنے کے سبب ایک دھوکا پایا جاتا ہے ۔

بیع منابذہ کا مفہوم یہ ہے ایسی بیع جو پھینکنے سے لازم ہو جائے (ایک چیز کو پھینکا جائے اس صورت میں بیع لازم ہوجائے گی ۔ اس کی متعدد تعبیریں ہیں اس سب کلام سے مقصود یہ ہے کہ چونکہ ان میں دھوکا ہے اس لیے ان سورتوں کی تجارت جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح آپ نے کنکر پھینکنے اور شک وشبہ والی بیع سے منع فرمایا۔ حضرت ابو ہر پر بیٹھے فرماتے ہیں کہ:

نهى رسول اللہ ا عن بيع الحصاة و عن بيع الغرر

رسول کریم ؐنے کنکر پھینکنے اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔

بیع الحصاۃ یا کنکر پھینکنے کی بیع سے مراد ہے کہ مثلاً ایک تاجر کے پاس کپڑوں کا ایک ڈھیر ہو وہ کسی سے ایک کپڑے کا سودا کر لے پھر وہ کہے کہ میں کنکر پھینکتا ہوں جس کپڑے پر کنکر گرے گا وہ آپ کا ہوگا ۔چونکہ اس میں کپڑے کو جانچا اور پرکھا نہیں گیا اس لیے دھوکے کی بناپر یہ جائز نہیں ہے۔

بیع الغرر سے مراد وہ بیع ہے جس میں دھوکا اور ابہام ہو مثلا شکاری کہے کہ میں جال پھینکتا ہوں اس میں جتنی بھی مچھلیاں آئیں گی اتنے پیسوں میں تمہاری ہوں گی۔ اب نہ جانے کتنی مچھلیاں آتی ہیں یا ہو سکتا ہے اس جال میں کوئی مچھلی ہی نہ آئے تواس دھو کے اور ابہام کی بنیاد پر یہ بھی جائز نہیں۔

بیع الحبلہ ،اسی طرح آپ نے حمل والی بیع یعنی مادہ کے پیٹ میں موجود بچے کی بیچ سے بھی منع فرمایا۔ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ

أنه نهى عن بيع الحبلة[24]

ترجمہ:آپ نے حمل والی بیع سے منع فرمایا۔

معدوم چیز کی بیع،رسول کریم ؐنے حاملہ جانور کے حمل کی بیع سے منع فرمایا۔ اسی طرح رسول کریم ؐنے

معدوم چیز کی بیع سے بھی منع فرمادیا یعنی جو چیز موجود ہی نہ ہو اس کی بیع نہیں ہو سکتی ۔ حضرت حکیم بن حزام ؓ فرماتے ہیں:

نهانی رسول اللہ ان ابیع مالیس عندی[25]

کہ رسول کریمؐ نے مجھے اس چیز کی بیع کرنے سے منع فرما دیا جو میرے پاس موجود ہی نہ ہو ۔

رسول اللہ ؐکا یہ بھی فرمان ہے :

لا تبع ما ليس عندك [26]

مفہوم: اس چیز کا بیچنا جائز نہیں ہے جو تمہارے پاس موجود ہی نہ ہو۔

سٹہ بازی، اس مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سیرت نبوی ؐکی روشنی میں سٹہ بازی ایک ناجائز چیز ہے اور تجارت کا ہر ایسا طریقہ نا جائز ہوگا جس میں کوئی ابہام پایا جائے یا کسی بھی طریقہ سے کوئی دھوکا پایا جائے ۔

رسول کریم ؐکی تعلیمات کا خلاصہ اور ان مذکورہ بیوعات کو بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ معاملہ واضح اور شفاف ہونا چاہیے اس میں نہ کسی قسم کا ابہام پایا جائے نہ ہی کسی کی سادگی ، کم علمی یا مجبوری سے فائدہ اٹھایا گیا ہو ورنہ وہ تجارت نا جائز ہو جائے گی۔

11.خریدوفروخت میں فیاضی اور نرمی سےکام لینا:

خریدو فروخت میں ایک تاجر کو نرم مزاج ہونا چاہیے ۔بلاوجہ کسی پر سختی نہیں کرنی چاہیے۔ ایک خریدار اگر اس سے کسی معاملے میں رخصت مانگے تو حسب ضرورت اس کے ساتھ مہلت والا معاملہ اپنانا چاہیے۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سےروایت ہے کہ :

"رسول اللہ ؐنے فرمایا، اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔" [27]

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐنے فرمایا: ایک تاجر تھا جس سے لوگوں نے قرض لیا، اور اگر وہ کسی کونادار دیکھتا ، وہ اپنے لڑکوں سے کہتا، "اسے معاف کر دو، شاید اللہ ہمیں معاف کر دے" تو اللہ نے اسے معاف کر دیا۔"[28]

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا کہ جو دیانتدار اور امانت دار تاجر اپنی تجارت میں دیانت وامانت کے لیے کوشش کرے وہ انبیاء اور صدیقین اور صالحین میں سے ہے۔

ایک اور روایت حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ :

يَا عَلِيُّ ! لاتَكُنْ فَتَّاناً، وَلَاتَاجِراً إِلاتَاجِرَ خيرٍ، ولاجَابِيا، فإِنَّ أولئكَ مُسَوِّفُوْنَ فِي العَمَلِ۔[29]

ترجمہ: " اے علی ! تو شر انگیز نہ بن، اور نہ تاجر بن مگر تاجر خیر،اور جبرا ٹیکس وصول کرنے والا مت بن ، اس لیے کہ یہ لوگ عمل میں (شریعت سے)ہٹے ہوئے ہوتے ہیں ۔"

12۔تجار ت میں برکت کے اوقات:

صبح سویرے رزق کی تلاش میں جانا اور تجارت کرنا بھی باعث بر کت تجارت ہے ۔" نبی کریم ؐتاجر پیشہ صحابہ کو صبح سویرے تجارت کے لیے جانے کی ہدایت کرتے تھے اور خود بھی کسی کام کے کرنے یا سفر کا ارادہ رکھتے تو صبح کے وقت کا انتخاب کرتے۔حضرت صخر الغامدی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی : اے اللہ ! میری امت کے سویرے کے کاموں میں برکت فرما ۔"

حضرت صخر روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چھوٹا یا بڑا لشکر روانہ فرماتے تو دن کے اول حصے میں (فجر کے فوراًبعد) روانہ کرتے۔ حدیث کے راوی حضرت صخر خود تاجر تھے اور کوفہ میں رہتے تھے وہ اپنے نوکروں کو صبح ہی مارکیٹ روانہ کرتے تھے ، چنانچہ ان کی دولت میں خوب برکت آئی ۔" [30]

13۔ بازار کی نگرانی کا انتظام

نبی اکرم ؐکا معمول تھا کہ آپ مدینہ کے بازار کا جائزہ لینے کے لئے خود تشریف لے جاتے تھے۔ اشیاء کا معائنہ فرماتے ۔ حضور علیہ السلام کو اشیاء کی جان پڑتال میں کتنی فراست تھی اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگایا جاسکتا ہے کہ :

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلىٰ صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَه فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُه بَلَلًا فَقَالَ: مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي" 31

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعام کے ایک ڈھیر پر گزرےتو آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو انگلیاں تَر ہو گئیں ۔ آپ نے پوچھا " اےطعام کے مالک یہ کیا ہے ؟! اس نے کہا: اس کو بارش پہنچی ہےیا رسول اللہ۔" آپ نے دریافت فرمایا: تم نے اسے طعام کے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ سکیں؟(پھر فرمایا) جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں ہے"۔

گویا وہ طعام(غذا) کا ڈھیر پہلی نظر سے عمدہ اور تروتازہ لگ رہا تھا، لیکن بغور جائزہ لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سمجھ لیا کہ کیا چھپا ہوا ہے، ظاہر ہے، لیکن آپ نے اس کے معیار کو یقینی بنانے کے لیے مکمل جائزہ لیااور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ۔

پھر ارشاد فرمایا: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا ’’جو ہم سے دھوکا کرے، وہ ہم میں سے نہیں‘‘۔ 32

نبی کریم ؐنے خود مارکیٹ کی نگرانی کے ساتھ ساتھ اس کے انتظام و انصرام کے لیے محتسب مقرر فرمائےجو اشیائے خریدوفروخت کے معیار کو دیکھنے کے علاوہ ناپ تول پر بھی نظر رکھتے تھے۔ ان محتسبین میں مرد صحابہ کرام اور خواتین صحابیات بھی شامل تھیں ۔ مرد صحابہ میں حضرت سعید بن العاص ،حضرت عبداللہ بن سعی □ ،خواتین صحابیات میں حضرت سمرہ بنت جندت السعدیہ اور شفاءبنت عبداللہ □ بھی شامل ہیں ۔ اسی طرح بازار میں تاجروں کی اجارہ داری ختم کرنےاور من مانی سے اشیاء فروخت کرنےکا بھی سد باب فرمایا ۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی چیز بیچی جائے تو اس کے نقائص کو بیان کرکے بیچو اور خریدار کویہ حق نہیں کہ جب کوئی شے خریدے تو اس کے عیب نہ نکالے تاکہ بیچنے والا چیز کی قیمت کو کم کردے یا اسے وہ شے بیچنے پر مجبور ہوجائے۔مارکیٹ میں داخلے کے لئے تاجروں اور خریداروں کے لیے بھی کچھ اصول و ضوابط بنائے گئے تھے، مثلاً جو اس میں داخل ہو، وہ اپنے اسلحے کو اس طرح رکھے کہ اس سے لوگوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے، اور یہ بھی ہدایت کر دی کہ راستوں میں کوئی نہ بیٹھے۔

اسلام اورمروجہ نظام تجارت میں فرق:

اسلام کے نظامِ تجارت میں اور آج کے مروجہ نظامِ تجارت میں ایک بنیادی فرق ہے جو ہمیں ذہن میں رکھنا چاہیے۔ دنیا کا جو مروجہ سسٹم ہے اس میں جائز اور ناجائز کی بنیاد مارکیٹ کی طلب پر ہے کہ جو چیز مارکیٹ کی ضرورت بن جائے وہ جائز ہو جاتی ہے اور جو چیز مارکیٹ کے لیے فضول ہو جائے وہ ناجائز ہو جاتی ہے۔ یعنی جائز اور ناجائز کا مدار مارکیٹ کی ڈیمانڈ پر ہے۔ لیکن اسلام میں جائز و ناجائز اور حرام و حلال کا فیصلہ آسمانی تعلیمات کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اسلام تجارت کے انہی اصولوں کو جائز قرار دیتا ہے جو انسانی اخلاقیات، انسان کی حقیقی ضروریات اور انسانی معاشرے کے دنیوی اور اخروی نفع کے لیے بہتر ہیں۔

نبی کریمؐ فرمایا کہ”ایک آدمی سے قیامت کے دن مال کے حوالے سے دو چیزوں کے متعلق سوال ہوگا "من این اکتسبت "مال کمایا کہاں سے تھا ؟اور"وفیما أنفقت "خرچ کہاں پر کیا؟ کمائی کے ذرائع جائز تھے یا ناجائز؟ اور جن چیزوں پر خرچ کیا وہ جائز تھیں یا ناجائز؟ اِن دو باتوں میں سارا معاملہ آجاتا ہے۔ کمائی کے ذرائع اور مصرف کے مقامات دونوں جائز ہوں گے تب بات بنے گی ورنہ آدمی گناہ گار ٹھہرے گا۔ اسلام نے کمائی کے ذرائع بھی محدود کئے ہیں کہ فلاں ذریعۂ آمدن جائز ہے اور فلاں ناجائز ہے۔ اور خرچ کرنے کے معاملے میں بھی انسان کو کھلی چھٹی نہیں دی گئی کہ

جہاں چاہو خرچ کر و بلکہ مصرف کے متعلق بھی واضح کیا ہے کہ فلاں جگہ خرچ کرنا جائز ہے اور فلاں جگہ نا جائز۔ یہی اسلامی معیشت و تجارت کا بنیادی دائرہ ہے۔“

نتیجۂ بحث :

اس مکمل آرٹیکل کو لکھنے کے بعد سیرت نبوی ؐکی روشنی میں تاجروں کو پیش آمدہ مسائل اور ان کےحل کے لئے رسول اللہ ؐکی تعلیمات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1. اپنے ہاتھوں سے کام کرنا او رہر حلال وجائز خرید وفروخت کرنا پاکیزہ ترین کمائی ہے۔
2. جو تاجر تجارت میں امانتداری کو لازم پکڑے جھوٹی قسمیں نہ کھائے ، ذخیرہ اندوزی نہ کرے اور اپنے وعدے پورے کرے تو اس کی تجارت عبادت بن جاتی ہے۔
3. معاشرے کے ہر فرد کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ ہاتھ سے کماکر کھائے۔دوسروں کے ہدایا اور تبرعات سے اجتناب کرے ۔
4. ہر تاجرکو لازم ہے کہ وہ کسی کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھائے، ناکسی کو دھوکا نہ دے ، حرام چیز کی تجارت نہ کرے اور سودی کاروبار نہ کرے۔
5. تاجر کے لئے صرف حرام سے اجتناب پر اکتفاء کرنا لازم نہیں بلکہ اسےمواقعِ شبہات اور شک و تہمت کے مقام سے بھی احتراز کرنا چاہئے ۔
6. تاجر خرید و فروخت میں دیانت دار ، بردبار ہو، دھوکہ یا فریب نہ کھاتا ہواور نہ فریب دیتا ہو، خواہ نفع کا کتنا ہی موقع کیوں نہ ہو۔
7. روزی میں برکت لوٹ مار سے نہیں امانتداری سے آتی ہے۔
8. تاجر پر لازم ہے کہ وہ خریداروں سے ہر ممکن نرمی کرے۔ اس سے اسے دنیا اور آخرت کی عزتیں ملیں گی۔
9. ایسا تاجر کے جو اپنے معاملات میں خداترس رہا ہو، لوگوں سے حسنِ سلوک کیا ہو اور ہرمعاملے میں سچائی کا دامت تھامے رکھاہواس کا مقام صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا۔
10. اللہ کے رسول ؐنے خرید و فروخت میں استغفار کی تاکید فرمائی ہے۔
11. . لوگوں کی ضروریات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اشیاء کی اجارہ داری کرنے اور ان کی قیمتوں میں اضافے سے بچو۔
12. ایک تاجر کو صدقہ ،غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتے رہنا چاہیے ، کیونکہ اس سے مال میں اضافہ ہوتا ہے ۔

سفارشات

یہ بات خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رہنی چاہییں کہ ہماری تجارت ہمیں عبادات اوراعمال صالحہ سے غافل نہ کرے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہماراديا ہوا مال علانیہ و پوشیدہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امید وار ہیں جو خسارہ اور نقصان سے پاک ہے۔[33]

اگر مذکورہ بالاامورکو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو تجارت دنیا داری نہیں دین بن جاتی ہے اور محض کمائی کا ذریعہ نہیں عبادت بن جاتی ہے۔ سیرت نبوی ؐکے انوار ہر تار یکی و تنگی ختم کرنے کیلئے کافی ہیں۔ بشر طیکہ کوئی ظلمتیں کا فور کروانے کی طلب تو رکھے۔ تاجروں کو چاہیے کہ تاجر تجارتی جد و جہد پوری کریں لیکن رزق حلال کے طرق کی پاسداری کو بھی فراموش نہ کرے۔ حکومت وقت کو چاہیے ان کے تجارتی معاملات کی کڑی نگرانی کرے تاکہ جہاں تاجر اپنا حلال کاروبار کرتے ہوئے ناجائز منافع خوری اور دیگر حرام معاملات سے بچے رہیں وہاں اس کے ثمرات غریب و نادار لوگوں تک بھی پہنچیں ان کے لئے بھی اپنی روزمرہ کی

ضروریات کو پورا کرنے کا موقع ملتا رہے ۔ یہ نا ہو کہ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جائے اور نتیجہ پورے معاشرے کی تباہی کی صورت میں ظاہر ہو۔

حواشی و حوالہ جات

[1] سورة الاحزاب: 33/ 21
[2] النسائی ،السنن ،مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب، رقم الحدیث3797
[3] (مولانا محمد ادریس کاندہلوی، سیرۃ المصطفیٰ ،الطاف اینڈ سنز کراچی(س ،ن)،سیرۃ المصطفیٰ، ۹۶/۱
[4] ایضاً
[5] طبرانی ، دار الفکر الطبعہ: الأولی: 1427ھ ، معجم الکبیر،رقم الحدیث 929
[6] مولانا شبلی نعمانی ، علامہ سید سلمان ندوی ، سیرۃ النبی ، ادارہ اسلامیات لاہور(س،ن)، ص 134
[7] ،کتاب المغازی ،الواقدی، دار المعارف القاهرة(س،،ن) ، رقم الحدیث 3: 943
[8] الطلاق:3،2/65
[9] الماوردی،امام ابوالحسن علی بن محمدبن حبیب الماوردی،قانونی کتب خانہ کچہری روڈ لاہور ، ص272۔
[10] المسلم،الصحیح، دار احیاء التراث العربی بیروت،(س،ن) رقم الحدیث 1598
[11] جامع ترمذی ،باب ما جاء فی النهی عن بیعتیین ،
[12] البخاری الجامع،الصحیح ، رقم الحدیث2083
[13] المسلم،الصحیح ، رقم الحدث1606
[14] الترمذی،الجامع، شركة مكتبہ مصطفی البابی الحلبی مصر(س،ن) ، رقم الحدیث1208
[15] الترمذی ،رقم الحدیث 1209
[16] جامع صغیر صفحہ 203،بحوالہ شمائل کبری، جلد 2 ص17
[17] مصنف ابن ابی شیبة، مکتبہ الرشد الریاض۔(س،،ن) رقم الحدیث: ۲۲۱۸۶،
[18] مصنف ابن ا بی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۲۲۰۱
[19] الترمذی، رقم الحدیث 1210
[20] البخاری، رقم الحدیث 2087
[21] موطا امام مالک، مؤسسہ زاید بن سلطان آل نیہان للاعمال الخیریہ والانسانیہ ابو ظبی الامارات ،(س،ن)، رقم الحدیث ،2702
[22] السنن الکبری للبیہتی ،دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنات ، (س،ن)، رقم الحدیث 1077
[23] السنن الکبری بیہقی، رقم الحدیث 10866،
[24] النسائی، رقم الحدیث 4518
[25] الترمذی ، رقم الحدیث 1233 ،
[26] السنن الکبری للبیہقی،رقم الحدیث 10422،
[27] البخاری، رقم الحدیث 2076
[28] البخاری، رقم الحدیث 2078۔
[29] الطحاوی، شرح مشکل الآثار ، مؤسسہ الرسالہ، رقم الحدیث نمبر: 2086
[30] الترمذي،رقم الحديث: 968
[31] البخاری، رقم الحدیث: 102
[32] صحیح ابن حبان،مؤسسہ الرسالہ بیروت،رقم الحدیث: 4983
[33] الفاطر:35/ 29